شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کے درسی افادات کا ایک باب

مسئلہ تعدد ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ملحدین اور مستشرقین کے اعتراضات کا دندان شکن جواب

اعدائے اسلام ملحدین، غیر مسلم مفسدین جو نبوت کی عظمت کے منکر ہیں یا جن کے دلوں میں مغربی افکار نے، انکار کے جراثیم چھوڑ دیے ہیں۔ یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف علی النساء جب کہ ان کی تعداد نو ہو شہوت رانی ہے (العیاذ باللہ) اور یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ چار یا چار سے زائد عورتوں سے نکاح ہی ایک گونہ العیاذ باللہ شہوت پرستی ہے یہی وہ اعتراض ہے جو اہل یورپ نے خاص طور پر ہر دور میں بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ تاکہ اہل اسلام کے دلوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت نکال دی جائے اور کفر کا راستہ ہموار ہو۔ لیکن اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح، آپ کا زمانہ، حالات، آپ کا ماحول، اور اس کے تقاضے تبلیغ و اشاعت اسلام کی ضرورت اور متعدد نکاحوں کے حقیقی وجوہات پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آجاتی ہے کہ آپ کے لئے چار سے زائد ازواج سے نکاح کرنا ضروری تھا اور تبلیغ و تعلیم اور قومی و ملی مصالح کے تقاضے بھی یہی تھے۔ اولاً۔ چونکہ آپ تمام مخلوق کے لئے ہادی اور مربی بنا کر بھیجے گئے تھے

﴿وما ارسلناك الا كافة للناس﴾

جس طرح مردوں کے لئے ہدایت و تربیت ضروری تھی اسی طرح عورتوں کے لئے بھی اس کی شدید ضرورت تھی یہی وجہ ہے کہ قرآن میں جس طرح مردوں کے لئے احکام نازل ہوتے تھے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہدایات و احکام نازل ہوتے تھے۔ مردوں کو آپ سے علوم حاصل کرنے، مسائل دریافت کرنے اور آپ کی سیرت کو دیکھنے اور سیکھنے کے تمام مواقع میسر اور حاصل تھے۔ جب کہ نامحرم عورتیں نہ تو کھل کر سامنے آسکتی تھیں اور نہ انہیں مخفی مسائل سمجھائے جا سکتے تھے اور شرعاً اس کی اجازت بھی نہ تھی۔ جب کہ بہت سے مسائل اور امور ایسے ہیں جو کسی اجنبی عورت سے نہیں بلکہ صرف اپنی ازواج سے ہی بیان کئے جا سکتے ہیں اور پھر ان ہی کے ذریعہ ان مسائل کی اشاعت کی جا سکتی ہے اور یہ بھی ضروری تھا کہ جس طرح اشاعت دین و تبلیغ کے لئے مردوں کی جماعتیں تیار ہو رہی تھیں اسی طرح عورتوں کی جماعت بھی تیار ہو جو عام عورتوں میں تعلیم و تربیت اور تبلیغ و ارشاد کا کام کر سکے۔ ان ہی وجوہات اور شدید ضروریات کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت ازدواج کی اجازت دے دی گئی نتیجہ امت کے سامنے ہے کہ عورتوں سے متعلق جس قدر مسائل اور احکامات ہیں سب ازواج مطہرات کے ذریعہ محفوظ اور امت کے ہاتھوں پہنچے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب بھی صحابہ اور اکابر صحابہ کو کسی مسئلہ میں اشکال یا اشتباہ پیدا ہوتا تھا تو فوراً ازواج مطہرات بالخصوص ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کرتے اور وہاں سے انہیں تشفی ہو جاتی اور کثیر شادیاں آپ نے اس وقت کیں جب معمر ہو چکے تھے۔ چونکہ ابتدائے اسلام میں توحید و رسالت اور عقائد کے متعلق احکامات نازل ہوتے رہے جن کا تعلق ازدواجی زندگی عورتوں کے مسائل اور امور مخفیہ سے کم تھا اس لئے کثرت ازدواج کی بھی ضرورت نہ تھی۔ مکہ مکرمہ میں صرف حضرت سودہ رضی اللہ عنہا[1] تھیں جو آپ کے ساتھ رہیں، مگر وہ طبعی طور ذہنی اور دماغی اعتبار سے کمزور تھیں ہجرت کے بعد جب کہ آپ کی عمر ترپن چوّن برس کی ہو گئی تھی تب اسلامی معاشرت قائم ہوئی اور اصول و عقائد کے علاوہ فروعات، ازدواجی زندگی کے مسائل و احکامات نازل ہونے لگے تب اشاعت دین و تعلیم النساء کی ضرورت کے پیش نظر کثرت ازدواج کی ضرورت اختیار کر گئی۔ پھر سب ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ ذکیہ اور فطینہ تھیں۔ تحصیل علوم سے بے انتہاء شوق تھا دن رات اسی میں لگی رہتی تھیں یہی وجہ تھی کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ازواج مطہرات میں صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی ایسی رفیقہ ہیں جس کے لحاف میں

---

[1] سودہ حضرت خدیجہ کے انتقال کے کچھ روز بعد آپ کے نکاح میں آئیں انصار میں قبیلہ بنی النجار سے تھیں حضرت سودہ کا نکاح حضرت عائشہ سے پہلے ہوا۔ چار سو درہم حق مہر قرار پایا۔ زرقانی جلد ۲ صـ ۲۲۷ (عبدالقیوم حقانی)

جبرائیل مجھ پر نازل ہوئے اور وحی الٰہی کا پیغام سنایا۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ رات کو بھی اپنا سبق یاد کر لیتی تھیں۔[1]

۲۔(ثانیاً) چونکہ آپؐ کے پیش نظر اسلامی نظام اور اس کی اصلاحات کو نافذ کرنا اور ایک عظیم اسلامی انقلاب برپا کرنا تھا جس کے لئے ضروری تھا کہ عرب قبائل جو مدتوں سے ایک دوسرے سے برسرپیکار تھے اور کسی بھی حیلے بہانے سے ایک دوسرے کا خون بہانے سے نہیں چوکتے تھے۔ ان کی عداوتیں ختم کر دی جائیں۔ نزاعات اور اختلافات کو دور کر کے اتفاق و اتحاد، بھائی چارے اور اخوت و مروت کی فضا قائم کر دی جائے الفاظ کی بندش اور نظریاتی اور تصوّراتی حدود تک یہ کام بہت حسین و آسان نظر آتا ہے لیکن عملی طور اس کے لئے جن مشکلات، مصائب اور صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اس کے لئے صرف وہی شخصیت تیار ہو سکتی ہے جس کے ساتھ پیغمبرانہ صداقت اور خدائی طاقت ہو تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مقصد کے پیش نظر زبردست حکمت اور تدبر سے کام لیا۔ مختلف قبائل اور قبائل کے سرداروں کی لڑکیوں سے نکاح کر کے بڑے اہم اور مؤثر خاندانوں سے سسرالی اور دامادی رشتہ داریاں قائم کیں اور سب کو رشتہ و قرابت کی لڑی میں پرو کر پرانی عداوتیں، دشمنیاں اور رقابتیں یکسر مٹا دیں۔ اور واقعہ بھی یہ ہے کہ اس کامیاب نتیجہ کو حاصل کرنے کے لئے یہی ایک وسیلہ ہو سکتا تھا جو آپ نے اختیار فرمایا۔

چنانچہ ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے آپ نے نکاح کیا حالانکہ ان کے والد ابوسفیان آپ کے شدید دشمن اور اسلام کے مخالف تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادیوں سے نکاح کیا اور حضرت عثمانؓ کے نکاح میں اور حضرت علیؓ کے نکاح میں اپنی صاحبزادیاں دے کر سلسلہ قرابت کو مزید تقویت بخشی۔ حضرت جویریہؓ، حضرت صفیہ سے نکاح کرنے میں بھی یہی حکمت پیش نظر تھی۔ حضرت زینبؓ کے نکاح سے غلط رسوم کا مٹانا اور ایک اصلاحی معاشرتی انقلاب لانا تھا۔[2]

۳۔(ثالثاً) مردوں کے اعصاب اور قویٰ، عورتوں کی نسبت زیادہ طاقتور اور قوی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ عورتوں کو تقریباً ہر ماہ دس ایام حیض کے اور حمل اور ولادت کے بعد کے ایام ایسا زمانہ ہے کہ ان کے پاس جانا شرعاً ممنوع اور طبعاً مکروہ و مضر ہوتا ہے۔ اور اجنبیات سے خفیہ تعلقات بھی شرعاً ممنوع اور حرام ہیں تو اب ضروری ہے کہ مردوں کے لئے ایک ایسی راہ تجویز کر دی جائے جسے اختیار کر کے رجال اپنی طبعی اور فطری قوتوں کو اپنے محل میں صرف کریں اور حرامکاری سے بچے رہیں چونکہ کثرت ازواج کے سوا اس کی دوسری کوئی صورت ہو نہیں سکتی تھی۔ اس لئے شریعت نے رجال کے لئے بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دے دی مگر یہ اجازت بھی تب ہے جب رجال اپنی تمام بیویوں کے حقوق ادا کر سکیں۔ انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت

---

[1] عن هشام عن أبيه قال كان الناس يتحرون بهدايا هم يوم عائشة قالت عائشة فاجتمع صواحبي الى أم سلمة فقلن يا أم سلمة والله ان الناس يتحرون بهدايا هم يوم عائشة وانا نريد الخير كما تريده عائشة فمري رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يامر الناس ان يهدوا اليه حيث ما كان او حيث ما دار قالت فذكرت ذلك أم سلمة للنبي صلى الله عليه وسلم قالت فاعرض عني فلما كان في الثالثة ذكرت له فقال يا أم سلمة لا تؤذيني في عائشة فانه والله ما نزل على الوحي وانا في لحاف امرأة منكن غيرها۔ (بخاری شریف جلد ۱ ص۵۳۲، ترمذی شریف جلد ۲ ص۲۲۶)۔ (ع ق ح)

[2] عربوں میں چونکہ قبیلہ داری نظام رائج تھا اس لئے دوستی و حلیفی کے لئے رشتہ داری سے زیادہ موثر کوئی دوسری وجہ نہیں ہو سکتی تھی۔ ہجرت کے بعد ایک اسلامی مملکت قائم ہوئی جو دس سال کے قلیل عرصہ میں پورے جزیرہ نمائے عرب اور جنوبی عراق و فلسطین تک کے دس بارہ لاکھ مربع میل رقبہ پر محیط ہو گئی تو جغرافی نقطہ نظر سے پیغمبر اسلام کے نکاح میں جغرافیائی تقسیم اور ملک گیر وسعت نظر آجاتی ہے۔ قریب قریب ہر بڑے قبیلے کی اس میں نمائندگی ہے جن کے اثرات بھی نتیجہ خیز اور دور رس ہوتے تھے مثلاً اہل مکہ حضرت زینب بنت خزیمہ اور حضرت میمونہ بنت حارث دونوں کا تعلق نجد کے زبردست قبیلہ عامر بن صعصعہ سے تھا خاص کر حضرت میمونہ کی آٹھ نو بہنیں تھیں سب نہایت اچھے گھرانوں میں بیاہی گئی تھیں۔ حضرت جویریہ بھی بنو المصطلق کے سردار کی بیٹی تھیں جو نہایت ہی طاقتور اور وسیع قبیلہ تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان رہتا تھا اسی عقد کے ساتھ اسلامی مملکت کی سرحد یمن کی سمت کوئی سو میل کے آگے بڑھ گئی قبیلہ کندہ (جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازدواجی تعلق قائم فرمایا) عرب میں ایک شاہی خاندان تھا قبل از اسلام ان کی سلطنت جنوبی عراق تک عرب کے مشرقی حصہ میں پھیل گئی تھی اور عہد اسلام میں بھی اس کے اثرات کافی تھے۔ قبائل کلاب و کلب و بنی سلیم کا بھی یہی حال تھا۔ خود مکہ میں حضرت خدیجہ کا تعلق بنی اسد بنی عبد العزیٰ سے تھا۔ حضرت سودہ کا بنی عامر بن لوی سے حضرت عائشہ کا بنی تیم سے حضرت حفصہ کا بنی عدی سے حضرت ام سلمہ کا بنی مخزوم سے حضرت ام حبیبہ کا بنی امیہ سے اور حضرت زینب بنت جحش کا بنی اسد بن خزیمہ سے اور واقعہ یہ ہے کہ مکہ میں ان سے زیادہ بااثر اور کوئی خاندان نہیں تھے۔ حضرت ماریہ قبطیہ مصر کی تھیں حضرت صفیہ کا تعلق خیبر کے یہودیوں سے تھا۔ نکاحوں کے ذریعہ مسلمانوں میں پرانی عصبیتوں کو دور کرنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوششیں فرمائیں وہ نتیجہ خیز اور بار آور ثابت ہوئیں۔ (ع ق ح)

عام انسانوں سے بہت زیادہ تھی[1]

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے چالیس[2] مردوں کے برابر طاقت دی گئی تھی۔ جبکہ جنت کے ایک مرد کو دنیا کے سو مردوں کے برابر طاقت حاصل ہے دنیا کا ایک مرد چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور شریعت نے اس کی اجازت دی ہے تو یہ اس جانب اشارہ ہے کہ ایک مرد کو اس قدر قوت مردانگی دی گئی ہے کہ وہ چار عورتوں سے وظیفہ زوجیت ادا کر سکتا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جنت کے چالیس مردوں کی طاقت حاصل ہے اور جنت کا ایک مرد دنیا کے سو مردوں کے برابر ہے تو اس حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے چار ہزار مردوں کی طاقت حاصل ہے اور ایک مرد چار عورت کے حساب سے گویا آپ ﷺ کو سولہ ہزار عورتوں سے نکاح کرنے کا استحقاق حاصل ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن عورتوں سے ازدواجی تعلق قائم فرمایا ان کی تعداد ایک درجن سے بھی کم ہے، قوت مردانگی کی شدت کے باوجود آپ نے خود کو جس طرح محدود و محفوظ رکھا اور جس پاک بازی سے اپنے نفس کا مقابلہ کیا انسانیت کی تاریخ اس کی نظیر نہیں پیش نہیں کر سکتی۔

۴۔ (رابعًا) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جن عورتوں سے نکاح کیا سوائے ایک کے سب بیوہ تھیں سولہ ہزار عورتوں کی کفایت کی طاقت رکھنے والے پیغمبر نے پچیس[۲۵] سال تک ایک بیوہ اور ادھیڑ عمر عورت حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ جوانی کا بہترین زمانہ گذار دیا۔ حضرت خدیجہ بے حد پاکباز، عفیفہ اور خدمت گذار خاتون تھیں آپ کے اوصاف و کمالات سن کر از خود آپ سے نکاح کرنے کی درخواست کی اور ہر قسم کے مصائب و آلام میں آپ کے ساتھ شریک رہیں۔ اپنا مال و متاع سب کچھ آپ پر قربان کر دیا۔ جب تک حضرت خدیجہ زندہ رہیں دوسری عورت سے آپ نے نکاح نہیں کیا اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس کی جب حضرت خدیجہ کا انتقال ہوا تو آپ نہایت غمگین اور پریشان تھے امور خانہ داری اور گھر کا سارا کام اسی سے تھا، گھریلو امور میں سہولت اور آسانی کے لئے آپ نے حضرت سودہ ؓ سے نکاح کیا۔ حضرت سودہ بھی بیوہ تھیں باقی سارے نکاح اس کے بعد کے ہیں تو پھر وہ شخص جو عقل سلیم رکھتا ہو یہ بات آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ زمانہ بڑھاپے اور ضعف کا زمانہ ہے اس عمر میں شہوت بجھ جاتی ہے جس نے ۱۵ سال سے ۲۵ سال تک جوانی اور شباب کا زمانہ تجرد میں گذار دیا ہو اور پچیس سال کے بعد ایک چالیس سالہ بوڑھی عورت سے نکاح کیا ہو اس عمر کی عورتیں کون جو پسند کرے[3]۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایام شباب میں عمر رسیدہ عورت سے نکاح اور پھر بڑھاپے میں متعدد نکاحوں کو شہوت پرستی پر محمول کرنا حد درجہ بے انصافی اور عقل و خرد کے خلاف ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعدد ازدواج قرآنی تعلیمات اور اہم دینی اصلاحات کی تعلیم و تبلیغ تشہیر کا ذریعہ بنا۔ تعدد ازدواج سے مقصد بھی یہی تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حرص دولت یا شہرت کا شبہ کرنا۔ حقائق اور صداقت کا منہ چڑھانا ہے۔ آپ چاہتے تو بہتر سے بہتر کنواریوں اور دوشیزاؤں سے نکاح قائم کر سکتے تھے عرب کے لوگوں نے جب متفقہ طور آپ کو بادشاہت اور خوبصورت دوشیزاؤں کی پیش کش کی اور بصورت انکار جی سے مار ڈالنے کی دھمکیاں بھی دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیں تب بھی دعوت و تبلیغ اور اسلام کی اشاعت کے کام سے باز نہیں آؤں گا۔

۵۔ (خامسًا) انسانیت کی تاریخ میں کہیں بھی یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ انبیاء، عقلاء، علماء یا کسی زمانہ کے حکماء نے تعدد ازدواج کی مخالفت کی ہو۔ بلکہ اسلام سے قبل تعدد ازدواج کا دستور تمام دنیا میں رائج تھا۔ حضرات انبیاء

---

[1] جیسا کہ حضرت رکانہ رضؓ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ بہت بڑے طاقتور پہلوان تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کو اسلام کی دعوت دی تو کہنے لگے، کہ میں اور تو کوئی خاص علم و فن نہیں جانتا تمام عمر جہالت میں گذری ہے۔ البتہ کشتی لڑنا میرا کمال ہے اور یہی میرا فن ہے اگر آپ اس فن (کشتی) میں مجھے پچھاڑ دیں تو میں آپ کی صداقت کا قائل ہو جاؤں گا۔ چنانچہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ رکانہ کو پچھاڑ دیا۔ اور رکانہ کو اعتراف کرنا پڑا کہ یہ کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ بلکہ پیغمبرانہ طاقت ہے جو مجھے ہر بار شکست دے دیتی ہے اور اسلام میں داخل ہو گئے۔ (ع ق ح)

[2] صحیح بخاری (ج ۱ ص ۴۱) میں حضرت انس ؓ سے روایت ہے کنا نتحدث انہ اعطی قوۃ ثلاثین رجلاً۔ صحیح اسماعیلی میں حضرت معاذ ؓ سے قوۃ اربعین رجلاً منقول ہے اور "حلیہ" میں مجاہد ؒ سے روایت ہے اعطی قوۃ اربعین رجلاً کل رجل من رجال اھل الجنۃ حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مرفوعًا منقول ہے۔ اعطیت قوۃ فی البطش والجماع۔ (دارمی ص ۳۱۹) میں حضرت زید بن ارقم ؓ سے مرفوعًا منقول ہے ان الرجل من اھل الجنۃ لیعطی قوۃ مائۃ فی الاکل والشرب والجماع والشھوۃ۔ اور اس روایت کو مسند احمد (ج ۲ ص ۲۱۷) نے بھی نقل کیا ہے اور زید بن ارقم ؓ سے مسند احمد (ج ۴ ص ۳۶۷) میں منقول ہے ان احدھم لیعطی قوۃ مائۃ رجل فی المطعم والمشرب والشھوۃ والجماع۔ ترمذی (ج ۲ ص ۸۰) حضرت انس ؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں لیعطی المومن فی الجنۃ قوۃ کذا وکذا من الجماع قیل یا رسول اللہ او یطیق ذلک قال یعطی قوۃ مائۃ۔ مزید تفصیل عمدۃ القاری اور فتح الباری میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ع ق ح)

[3] یہاں حضرت شیخ ؒ بطور ظرافت و تفنن بوعلی سینا کے حوالے سے ان کا یہ قول نقل فرماتے ہیں۔ المرأۃ من اثناعشر الی خمسۃ عشر لعبۃ اللاعبین ومن خمسۃ عشر الی عشرین حور عین ومن العشرین الی ثلثین ام البنات والبنین واذا تجاوز ثلثین فعلیھا لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین۔ (ع ق ح)

کرام بھی اس پر عمل پیرا تھے ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی متعدد بیویاں تھیں اسلام پر اعتراضات کرنے والے یہود و نصاریٰ نہیں دیکھتے کہ انکی کتابوں بائبل وغیرہ میں ایسی شادیوں کی تعداد سینکڑوں بلکہ اس سے بھی متجاوز ہے ۔ البتہ اسلام نے اس کی تحدید کر دی کہ چار سے تجاوز نہ کیا جائے کیونکہ نکاح سے اصل مقصود عفت اور فرج کی حفاظت ہے چار عورتوں میں جب ہر تین شب کے بعد ایک عورت کی طرف رجوع کرے گا تو اس کے حقوق زوجیت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا ایسے لوگ جو لاکھوں اور کروڑوں کی دولت کے مالک ہیں ۔ اور اپنے خاندان کی چار غریب عورتوں سے اس لئے نکاح کر لیں کہ ان کی تنگی فراخی سے بدل جائے ۔ اور غربت و افلاس کی مصیبت سے نجات مل جائے تو اسلامی نقطہ نگاہ سے ایسا نکاح عین عبادت ہے اور اخلاقی اعتبار سے اعلیٰ درجہ کی قومی ہمدردی ہے[1] ۔

بقیہ صفحہ ۸۰۶ سے ۔ ایک حدیث کی حکیمانہ تشریح

خاصیت اغراق ہے ۔ جب تصور کیا تو کسی ایک وصف کا تحقق بھی نہ ہوا ، حالانکہ حصول اشیاء بانفسہا اس کا متقاضی ہے ۔ تو جواب یہ ہے کہ ایک ظرف خارج ہے اور ایک ظرف ذہن اسی طرح ایک وجود خارجی ہے اور ایک وجود ذہنی ، دونوں ظرفوں کے احکام اور خواص علیحدہ علیحدہ ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ نار ، جبل اور بحر ظرف ذہن میں تصور آجاتے ہیں اور تینوں کا وجود ذہنی محقق ہوجاتا ہے ، مگر یاد رہے اس سے ظرف خارج اور وجود خارجی ظرف ذہن میں منتقل نہیں ہوتے ۔ یہی وجہ ہے کہ ظرف خارج اور وجود خارجی کے اثرات حرق ، اغراق اور غرق بھی ظرف ذہنی پر مرتب نہ ہوں گے ۔

اسی طرح نیل و فرات اور جیحون و سیحون جو انہار جنت سے ہیں جب ان کا ظرف جنت ہے تو ان کی خاصیت وہاں بھی وہی ہے جو احادیث میں مذکور ہوئی ہے کہ اس کے پینے سے نہ پیاس لگتی ہے نہ بھوک کا احساس ہوتا ہے اور نہ اس میں انسان غرق ہوتا ہے بلکہ وہ تو حیات اور بقاء کا باعث ہے ، مگر جب ظرف بدل گیا اور پانی دنیا کو منتقل ہوا حصول اشیاء بانفسہا تو ہو گیا ، ماہیت اور مظروف منتقل ہو گیا ہے ، ظرف اپنی جگہ باقی رہا ۔ اسلئے اس کے خاصیات منتقل نہ ہوئے بلکہ اب جب دنیا ظرف بن گئی ہے تو لامحالہ مظروف پر بھی دنیا کے اثرات مرتب ہوں گے ۔

چاند اور سورج کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا

جب وقوع قیامت کے بعد جہنم کو انسانیت کے کافرانہ طبقہ کا ایندھن مل جائے گا تو اس کی حرارت میں بھی اعتدال آجائے گا اور مزید تنفس (سانس نکالنے) کی حاجت باقی نہیں رہے گی ، جب وہ سانس نہیں نکالے گی تو اس کی فیح کو محفوظ کرنے کے لیے جو کرۂ شمس پیدا کیا گیا ہے اس کی بھی ضرورت باقی نہیں رہے گی لہٰذا یہ چاند سورج بے نور ہو جائیں گے ، اور حدیث میں آتا ہے کہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے ۔

بعض لوگوں نے یہاں یہ اعتراض کیا ہے کہ آفتاب و ماہتاب ابتدائے آفرینش سے تا قیام قیامت اطاعت اور فرمانبرداری کر رہے ہیں ۔ لایعصون اللہ ما امرھم انہیں جہنم میں ڈال دینا گویا انہیں سزا دینا ہے ۔ کمال اطاعت کا یہ صلہ بظاہر عدل و انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے ، مگر قدرے تامل سے یہ اشکال بھی خود بخود رفع ہو جاتا ہے کیونکہ ہر چیز اپنے اصل کو راجع ہوتی ہے کل شیء یرجع الی اصلہ ۔ سورج فیح جہنم کا صندوقچہ ہے ، گویا اسی سے ہے اور اس کا بچہ ہے ۔ اور نور قمر شمس سے مستفاد ہے ، ان کو جہنم میں ڈال دینا گویا اپنی ماں کی گود میں پہنچا دینا ہے ۔ جب دونوں کی اصل جہنم ہے تو انہیں اپنے اصل کو واپس کر دینا گویا عین حق شناسی اور احسانمندی ہے اور یہی انصاف کا تقاضا ہے ۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

---

[1] تعدد ازدواج کی چند حکمتیں بھی یہاں عرض کر دی جاتی ہیں تاکہ سراسر برائی دیکھنے والی آنکھ اس قانون کی بھلائی کا مثبت پہلو بھی دیکھ لیں ۔ (۱) عام طور پر مردوں سے عورتوں کا تناسب زیادہ رہتا ہے جس سے اخلاقی خرابیاں پھیلنے کا شدید امکان ہے اس کا مناسب حل یہی ہے کہ ایک مرد کو متعدد نکاح کرنے کی اجازت دے دی جائے تاکہ اس برائی کا سدباب ہو سکے ۔ (۲) بیوہ اور مطلقہ عورتوں کی شادیاں آسانی ہو سکیں گی ۔ (۳) جنگ یا ایسے ہی کسی ہنگامی حالت میں عورت کو بیوہ اور بے سہارا ہو جانے کی صورت میں تعدد ازدواج کی اجازت عورتوں کو بے راہ روی سے بچانے کا ایک ذریعہ ہے (۴) جن مردوں کی جنسی خواہش کی تکمیل ایک عورت سے نہیں ہوتی ایسے لوگوں کے لئے نکاح ثانی ان کی بے راہ روی سے بچنے کا سامان ہے ۔ (ع ق ح)